

از افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ
(منبسط و ترتیب ادارہ الحق)

روحانی اور جسمانی مضر توں کا شرعی علاج

۲ مئی بروز منگل مسجد دولت خیل تنگی تحصیل چارسدہ میں درس و ترجمہ قرآن کی اختتامی تقریب میں حضرت شیخ الحدیث صاحب نے آخری دو سورتوں کا درس دیا جسے اس وقت بعض حضرات نے نوٹ کر لیا اتنی میں پیش خدمت تادمین ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — (سورۃ فلق اور سورۃ الناس کی تلاوت کے بعد فرمایا) بحمد اللہ آپ حضرات نے کتاب اللہ کو پڑھا، قرآن کریم جو تحفہ ایمان اور دلوں کی روح ہے، اس سے حقیقی اور پاکیزہ زندگی نصیب ہوتی ہے۔ اس نعمتِ عظمیٰ کی حفاظت کے لئے خداوند کریم نے قرآن مجید کے آخر میں یہ دو سورتیں نازل فرمائیں۔ یاد رکھیں تکلیفیں اور مضر تین دو قسم کی ہوتی ہیں۔ ۱۔ جسمانی ۲۔ روحانی — جسمانی تکالیف انسان کو ہزاروں طریقوں سے پہنچتی ہیں۔ درندوں سے بہائم سے زہریلے نباتات اور سانپ، بچھو وغیرہ سے اسی طرح انسانوں میں دشمنوں سے اور کافروں سے تکالیف پہنچا کرتی ہیں۔ اگر ان تمام مضر اشیاء کی ایذا رسانی سے جسم محفوظ ہو تو عبادت کی جاسکے گی، جہاد میں اسے خرچ کیا جاسکے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بندگی اور سنت کی پیروی اس سے کرائی جاسکے گی۔ غرض جسمانی اذیت کی وجہ سے انسان کئی اعمالِ خیر سے محروم ہو جاتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس پہلی سورت فلق (جو معوذتین میں پہلا ہے) میں جسمانی مضر توں سے بچاؤ اور اس کے علاج کا طریقہ بتلا دیا۔

دوسری قسم تکالیف روحانی ہیں جو ابلیس اور اس کے لشکر کے ذریعہ انسان اور خاص کر مسلمان کو پہنچتی ہیں شیطان ہر مسلمان اور قرآن کی تلاوت کرنے والے شخص کا بدترین دشمن ہے بعض دشمن سامنے اگر حملہ کرتے ہیں، مال پھینکتے ہیں بعض لباس کے لینے والے ہوتے ہیں بعض ہاتھ پاؤں زخمی

کرتے ہیں۔ یہ بھی طریقہ اذیت دینے کا ہے۔ اور بعض جسم کو قتل و قتال کے ذریعہ ختم کر دیتے ہیں۔ جو پہلے سے بدتر دشمن ہے۔ اگر مال و لباس نہ ہو بدن باقی ہو تو ہم زندہ رہ سکتے ہیں۔ اگر بدن زندہ ہو تو مال اور لباس بے کار ہے۔ بدن ہو تو اس سے فائدہ لیا جائے گا ورنہ نہیں۔ تو لباس بغیر جسم کے بے کار ہے۔ اور جسم بغیر روح کے بے فائدہ ہے۔ پس جسم کا دشمن توابع کے دشمن سے زیادہ مضرت ہوا۔ جسم کا قتل کرنے والا بھی اتنی اذیت نہیں دے سکتا، جتنا ایمان اور قرآن کا دشمن نقصان دیتا ہے۔ ایک شخص کافر کے ہاتھ یا ظالم کے ہاتھ قتل ہوا۔ بظاہر اس کا جسم روح سے جدا ہوا۔ مگر اس کی روح زندہ ہے۔ اسے شہادت کا مقام مل جاتا ہے۔ حدیث میں آتا ہے شہید کی روح بدن سے جدا ہوتے ہی حوروں کی گود میں چلی جاتی ہے۔ عذاب قبر اور قبر کی ہولناکی سے بے غم ہو کر جنت پہنچتی ہے۔ دیگر مومنین کے ارواح علیین میں ہوتے ہیں۔ جہاں انہیں جنت کی روح اور روح پہنچتی رہتی ہے۔ مگر شہید کی روح جنت میں سبز پرندوں کی پرٹیوں میں پہنچ جاتی ہے۔ تو یہ قتل و ہلاکت جسم کے لئے بظاہر تکلیف ہے۔ مگر یہی چیز درحقیقت ترقی اور بقائے دائمی کا ذریعہ بنی اور ابلیس ایمان کا دشمن ہے۔ اور ایمان روح الروح (روح کی روح) ہے۔ اور جب ایمان چھین جائے تو روح مردہ ہو جاتی ہے۔ جسم کی زندگی روح سے ہے۔ مگر روح کی زندگی ایمان اور طاعت سے ہے۔ اور ایمان پر حملہ ابلیس دلوں میں دسو سے اور شبہات ڈال کر کرتا ہے۔ تاکہ روح کی زندگی ختم ہو جائے۔ تو کفار جسم کی زندگی کو ختم کرتے ہیں۔ جو منہج بقاء ہو جاتا ہے۔ اور شیطان روح کی زندگی ختم کرتا ہے۔ جو شمر ہلاکت ہے۔ روح الروح قرآن اور ایمان ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ
إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ -

اے ایمان والو! حکم مانو اللہ کا اور رسول کا
جس وقت بلائے تم کو اس کام کی طرف جس
میں تمہاری زندگی ہے۔ (پ ۹ سورہ انفال ع ۱۴)

تو اصل زندگی روح کی ہے۔ جس کا مدار قرآن و حدیث اور اسلام و ایمان پر ہے۔ پس جس روح اور قلب میں ایمان ہے۔ وہ زندہ ہے۔ فَلَنَحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً - (تو اس کو ہم زندگی دیں گے ایک اچھی زندگی۔ پارہ ۱۴ سورہ نمل ع ۱۸) دنیا میں قبر میں اور آخرت میں زندہ ہی زندہ ہے۔ مگر جب روح کی روح نہ ہو تو اُمّہ ہادیۃ دما ادرک ما ہیۃ نازحاً مہ میں گر جاتا ہے۔ اَعَاذَنَا اللّٰهُ مِنْہُ اور دنیا میں اس کی زندگی تنگ ہوتی ہے۔

مَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً
اور جس نے منہ پھیرا میری یاد سے تو اس کو

مَنكَادِنْ حَشْرَه يَوْمَ الْقِيَامَةِ اَعْمٰى۔
 مَنى ہے۔ گُذرانِ تَگلی کی اود لائیں گے ہم اس
 کو قیامت کے دن اندھا۔
 (پ ۱۶ سورہ طہ ع ۱۵)

جس مرد و عورت کی روح و قلب میں ایمان نہیں قرآن کی روشنی نہیں وہ بظاہر زندہ مگر دراصل
 مردہ اور ابدی ہلاکت اور جہنم کا مستحق ہے۔ جو چیز دنیا سے ساتھ جانے والی ہے۔ وہ روح ہے۔
 اور جو دشمن اس کو مارتا ہے۔ وہ بہت بڑی تباہی اور بربادی کا باعث بنتا ہے۔ روح کو تباہ کرنے
 والا اور اس سے ایمان پھیننے والا ابلیس ہے۔ اور شیطان روح سے ایمان نکالتا ہے۔ تو وسوسوں
 اور شبہات کے ذریعہ سے دلوں میں ڈال کر ایمان اور یقین محکم کو کمزور کرنا چاہتا ہے۔ ایمان عبارت
 ہے یقین محکم سے مثلاً اس وقت اگر دو ہزار افراد بھی دلائل پیش کریں کہ وقت عصر نہیں یا یہ مقام تنگی نہیں
 تڑپ اسے بکواس سمجھیں گے۔ اور تمہارا یقین یہ ہوگا۔ کہ اب عصر کا وقت ہے۔ اور یہ شہر تنگی ہے یہ
 پختہ اور غیر متزلزل یقین ہے۔ جسے ایمان کہتے ہیں۔

شیطان اس ایمان بالقرآن کو جو روح
 دین کے بارہ میں ابلیس کی وسوسہ اندازی
 کی حیات ہے شبہات اور وسوسوں
 کے ذریعہ دلوں سے فنا کرتا ہے۔ وسوسوں ڈالنے کے مختلف شکل ہیں۔ کبھی دین کے مسائل اور
 مبادی کے بارہ میں یہ حربہ استعمال کرتا ہے۔ مثلاً یہ کہ فلاں حکم اور مسئلہ قرآن یہ مولویوں کی بنائی ہوئی
 باتیں ہیں۔ مثلاً شیطان نے دل میں ڈال دیا۔ کہ قرآن سے ڈاڑھی کا ثبوت کہاں ہے؟ اور جب
 بظاہر نہ ملا تو کہا کہ یہ تو مولویوں کی اختراع ہے۔ وہ شخص یہ سمجھتا ہے۔ کہ میں تو اسلام کا پورا پابند
 ہوں۔ مگر جب قرآن میں یہ مسئلہ نہیں تو کیوں پابندی کروں۔ اس طرح ایمان کے ساتھ شبہات جمع
 ہوئے۔ اور جب ذرا بھی شک ہو تو ایمان ختم۔ امام ابو حنیفہؒ نے اس بناء پر فرمایا کہ: الایمان
 لا یزید ولا ینقص کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ غرض آج بھی شیطان کا انسانی لشکر
 اور فزیت یہی طریقہ استعمال کرتی ہے۔

دین میں شبہات پیدا کرنے والے بعض آدمی ابلیس
 جب قرآن کے علاوہ حدیث
 پیش کر دو تو وسوسوں پیدا کرتے
 ہیں۔ کہ حدیث کس طرح ثابت ہوئی یہ تو عجمی سازش ہے۔ گویا شیطان ان کے ذریعہ انکار کا راستہ
 نکلاتا ہے۔ یا پھر تاویلات کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ کہ اس حکم کا قرآن و حدیث میں موجود ہونا تو صحیح
 ہے۔ مگر اب اس زمانہ میں وہ ضرورت نہیں رہی جسکی وجہ سے یہ حکم لازم کیا گیا تھا۔ مثلاً نماز تو غیر مہذب

لوگوں کو صفائی اور پاکیزگی کے لئے مقرر کی گئی اب لوگ صفائی پسند ہیں۔ زکوٰۃ بخل و کنجوسی کی عادت چھڑانے کے لئے اب لوگوں میں بخل نہیں رہا۔ حج بین الاقوامی کانفرنس کے لئے ہے۔ اب دیگر مقامات پر بڑی بڑی کانفرنس ہو سکتی ہیں۔ اور اس کی علت و غایت دوسری جگہ بھی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو ان خاص طریقوں کی کیا ضرورت؟ قرآن میں ہے کہ وحرّم الربو (اللہ نے سود حرام ٹھہرا دیا) تو دس دس پیدائش جاتے ہیں کہ ربو سے مراد مروجہ سود نہیں ہے۔ بلکہ اس کو یہ حرمت شامل نہیں۔ ایتھو ا الصلوٰۃ کو تہانتے ہیں۔ مگر یہ کہاں سے ثابت ہوا کہ اس سے پانچ نماز مراد ہیں بغرض یہ سب شیطانی دس دس ہیں جو انسانوں کے ذریعہ بھی پیدا کی جا رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جو علیم و حکیم ہیں۔ من الجنة والناس کہہ کر دونوں کے بندوں کو پناہ مانگنے کی تلقین کی آج لاکھوں روپے ریسرچ کے نام سے اسلامی مسائل و مبادی کی تحقیق کے نام پر خرچ کئے جا رہے ہیں۔ جن تو خفیہ دار کرتے ہیں۔ مگر ان انسانوں کے ذریعہ جو حکومت کی سرپرستی اور گرانٹ سے یہ کام جاری ہے۔ اس ارشاد خداوندی والناس میں داخل ہیں۔

قرآن کریم کے الفاظ کو مان کر ان کے متفقہ معانی سے انکار بعینہ الفاظ
دین میں تحریف
 انکار ہے علل اور غایات کو ابدی مان کر مسائل و احکام کی تبدیلی کرنا تحریف اور قرآن ہی سے انکار ہے۔ تاویل بھی وہی صحیح ہوگی جس کی الفاظ سے مناسبت ہو مثلاً ایک شخص نے دوسرے کو کہا کہ پانی بے آؤ وہ کوڑہ بھر کر لایا مگر اس کے سر پر دے مارا اور کہنے لگا کہ تم نے پانی لانے کا کہا تھا جس کا مطلب یہ تھا کہ سر سے پاؤں تک پانی پی لو اور بھیگ جاؤ۔ تو ہر شخص اس کی اس تاویل کو غلط کہے گا۔ آج قرآن و حدیث کے ساتھ یہی استہزا اور تمسخر ہو رہا ہے۔ اور لوگوں کو اتنی جرات ہو گئی ہے کہتے ہیں کہ قرآن و حدیث کا صحیح مطلب وہی ہے جو ان کی سمجھ میں آئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال تو نعوذ باللہ صرف ڈاکیہ کی طرح تھی کہ قرآن ہم تک پہنچایا جو خدا کا خط ہے۔ اور اس خط کے مطالب کے ساتھ اسے کوئی غرض نہیں، اب مسلمان جانے اور اس کا مطلب۔ اس شیطان و انس نے لوگوں کے اذہان میں یہ بیٹھایا کہ رسول تو ڈاکیہ ہے نعوذ باللہ اور تم ماشاء اللہ اتنے بڑے کہ خدا تمہارے نام خط بھیجتا ہے۔ حالانکہ عقائد و عبارات، اخلاق و کردار تہذیب و تمدن، ہمدردی اور شرافت ان سب چیزوں کی وضاحت اور بیان حضور ہی کے ذمہ ہے۔ یقیناً من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیہم رسولاً منهم یتلو علیہم آیاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمہ۔ (پارہ ۴) (اللہ نے احسان کیا ایمان والوں پر، جو بھیجا ان میں رسول۔ انہی میں کاپڑھتا ہے ان پر آیتیں اس کی اور پاک کرتا ہے ان کو یعنی شرک وغیرہ سے اور سکھاتا ہے۔ ان کو کتاب اور کام کی بات) رسول کی

شان تو یہ ہے کہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے۔ آدم علیہ السلام جو بنی آدم کے متعلق فرمایا: اِنِّیْ جَاعِلٌ فِیْہِ الْاَرْضِ خَلِیْفَہٗ۔ تو رسولِ ڈاکیہ نہیں، خدا کا نائب ہے۔ سید الرسل کی شان خلافت کی ہے۔ اور وہ بھی سید الخلفاء کی۔ قرآن کے مطالب کو الفاظ سے جدا نہیں کیا جاسکتا قرآن کے الفاظ بھی تو قیفی ہیں۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اِلٰہِیِّ مِیْنًا ثابت ہے۔ خدا تعالیٰ نے مستقل عملہ حفاظ اور قرار اس کی حفاظت پر لگایا ہے۔ یہ تلاوت آیات بھی حضور کا فریضہ تھا۔ آج اسی طرح اس کی تلاوت کی جائے گی مثلاً موسیٰ اور عیسیٰ کو اردو اور فارسی کے تلفظ میں مرسے اور عیسے نہیں پڑھا جاسکتا۔ تلاوت آیات جو حضور کا پہلا فریضہ تھا، اس کا نتیجہ ہے۔ حضرت مولانا تھانویؒ نے ایک لطیفہ لکھا ہے۔ کہ ریل کے فٹ کلاس میں کہیں جا رہے تھے۔ اُسی ڈبہ میں ایک اپٹو ڈیٹ بھی تھے جو ایم، اے وغیرہ تھے۔ اُس نے حضرت تھانویؒ سے قرآن مجید لیکر پڑھنی چاہی، وہاں اتفاق سے الکر نکل آیا، اب جب وہ پڑھنے لگا تو بجائے الکر کے آو پڑھا۔ غرض تلفظ آیات بھی تو قیفی ہے نہ اکر پڑھو گے نہ آو۔ تلاوت آیات کے بعد دوسرا فریضہ حضور کا تزکیہ نفوس ہے۔ دیز کیسم دل پاک ہوگا۔ تو اچھے اخلاق پیدا ہوں گے، اخلاق پیدا ہوئے تو اچھے اعمال بھی صادر ہوں گے۔ اور اتنی تبدیلی آئے گی کہ تاریخ اس کا نمونہ پیش نہ کر سکے گی۔ جنگ یرموک میں حضرت ابو حذیفہؓ کے بھائی زخمی ہوئے بھائی کے لئے پانی لایا ساتھ پڑھے ہوئے دوسرے زخمی نے العطش العطش (پیاں لگی ہے) پکارا جان بلب زخمی نے خود پینے سے انکار کر دیا اور کہا پہلے ان کو دو، وہاں پہنچے تو تیسرے زخمی کی صدا آئی تو دوسرے نے بھی ایتار کر تے ہوئے خود پینے سے انکار کر دیا۔ جب وہاں پانی لے کر پہنچے تو ان کا انتقال ہوا تھا۔ اسی طرح دوسرے کو آئے تیسرے کو پانی پیش کر دیا مگر سب اپنے مولیٰ سے جا ملے تھے۔ کیا اس کی نظیر تاریخ پیش کر سکتی ہے۔ یہ حضور کے تزکیہ امت کی مثال ہے۔ ان کی مجلس مبارکہ صحبت اور تعلیم کی یہ تاثیر ہے۔ لوگوں سے شرک اور خود غرضی نکل گئی اور ہمدردی خلق ایتار اور مخلوق کی وقعت اور ادائے حقوق کا احساس پیدا ہوا۔ دِیْلَہْمُ الْکِتَابُ حضور کا تیسرا فریضہ تعلیم کتاب ہے۔ ہر مسئلہ اور حکم کے اسرار و حکم اور رموز و آداب بتلائے۔ مگر اب شیطان ان سب چیزوں سے امت کو الگ کرنا چاہتا ہے۔ خواہ الفاظ قرآن ہوں یا احکام یا تعلیمات کتاب۔ سنت یہ تحریک بھی منظم طریقے سے شروع ہے کہ قرآن کی تلاوت اور مطالعہ اردو ہی میں ہونا چاہئے۔ اللہ اکبر کہنے کی کیا بات ہے۔ خدا بزرگ ہے۔ کافی ہے اور مقصد اس تحریک کا یہ ہے کہ قرآن کے الفاظ اور آیات سے لوگوں کا تعلق کٹ جائے۔ اور خدا نخواستہ اس کا حال بھی دیگر

کتبِ سماویہ انجیل، تورات وغیرہ کی طرح ہو۔ حالانکہ اس چیز نے ان کتابوں کا حلیہ ہی بگاڑ دیا۔ خود عیسائی علماء کو اعتراف ہے کہ ۳۵ ہزار جگہ انجیل میں تحریف کی گئی ہے۔ سینکڑوں نسخوں کو میز پر رکھ کر اسے ہلایا گیا اور جو چار نسخے گرنے سے بچ گئے انہیں چار انجیلوں کی صورت میں باقی رکھا گیا۔ جس کتاب کا انتخاب قرعہ اندازی سے ہو اس کی صحت اور اعتماد کا کیا حال ہوگا۔ جب ان کتابوں کا اصل نسخہ موجود نہ رہا تو جس کے جی میں جو کچھ آیا تمام خواہشات اور شہوات کو اس کی طرف منسوب کر دیا۔ اور قرآن مجید کا یہ عالم ہے کہ کافی عرصہ قبل اعداد و شمار کے مطابق اس کی آیات اور الفاظ کے ۶۶ لاکھ حافظ دنیا میں موجود تھے۔ امید ہے اب تو یہ تعداد اور بھی بڑھ گئی ہے۔ جب تک قرآن کے الفاظ اور عبارت محفوظ رہے گی غلط تاویلات اور غلط ترجموں اور تحریف کی نشاندہی کی جاسکے گی۔ اور تحریف سے قرآن پاک محفوظ رہے گا۔

تزکیہ نفس اور قرآن پر عمل کے خلاف شیطان کی کوششیں

اسی طرح قرآن پر عمل نہ کرنے کے کئی طریقے

شیطان اور اس کی ذریت استعمال کرتی ہے۔ مثلاً یہ کہ سود اور حرام اگر چھوڑ دیں تو آمدنی ختم ہو جائے گی، کھاؤ گے کہاں سے، جائیداد کہاں سے خریدو گے۔ ظلم نہ کرو گے تو زندگی تکلیف سے گزرے گی وغیرہ۔ یہ تزکیہ نفس کے خلاف شیطان کی کوشش ہے۔ اسی طرح قرآن کے مطالب و معانی یعنی تعلیم کتاب سے محرومی کیلئے شیطان سائی رہتا ہے۔ ان سب وسوسوں اور کوششوں کا نتیجہ روح کی موت ہے۔ کہ جب روح کا روح فنا ہو جائے تو یہی روح تباہی اور ہلاکت کا باعث بن جاتی ہے۔ اور جب روح مرا اور جسم مر گیا تو پھر آپ کے لئے خارج میں تمام کائنات کا وجود بیکار ہوگا۔ صحابہ کرام جہاد میں بہت قلیل ہو کہ بھی فتوحات حاصل کرتے۔ امام غزالیؒ نے اس کی وجہ بیان فرمائی کہ جب اسلحہ صحیح طور پر استعمال ہو تو کامیابی ہوتی ہے اور یہ تب ہوتا ہے کہ ہاتھ پاؤں میں قوت ہو اور طاقت تب آتی ہے کہ روح زندہ ہو ان کی روح زندہ تھی تو اعضاء مضبوط اور طاقتور تھے اور فتح بھی ہر جگہ نصیب ہوئی۔ منافق کا روح کھوکھلا ہوتا ہے۔ اس کا روح متذبذب اور ایمان سے مطمئن نہیں ہے۔ مقصد کے بارے میں اسے شک و تردد ہوتا ہے۔ تو دشمن کا مقابلہ کس طرح کر سکے گا۔ غرض قرآن مجید کے آخر میں ان دو سورتوں کے ذریعہ شیطان کے ان تمام ہتھکنڈوں سے بچاؤ کی صورت بتلائی گئی کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو قرآن مجید کی تلاوت اور اس کے مطالب پڑھنے کی توفیق دی تو اب اس کی برکات کی حفاظت ان دو سورتوں کے ذریعہ ہو سکے گی

یہ جو آپ کو خدا نے قرآن مجید کی تلاوت اور درس پڑھنے کا موقعہ دیا۔
تو یہ اس کا بہت ہی بڑا فضل و احسان ہے جہاں قرآن کی تعلیم ہو تو

خدمت قرآن کا مقام

وہاں سے روشنی اٹھ کر عرش تک پہنچتی ہے۔ شاہ عبدالقادر صاحب دہلوی علیہ الرحمۃ نے تیس سال تک قرآن مجید کا درس دیا اور ایک ہی جگہ بیٹھ کر ترجمہ قرآن مکمل فرمایا۔ اسی زمانے میں حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی بھی تھے، جب حضرت شاہ صاحب کا انتقال ہوا تو شاہ فضل الرحمن صاحب نے فرمایا کہ قبر میں ان کے تدفین کے وقت چودہ میل ارد گرد عذاب قبر اٹھوایا گیا۔ اور اس کی مثال ایسی ہے کہ ایک بہان کی خاطر نیکو بھلا جاتا ہے مگر فائدہ اوروں کو بھی پہنچتا ہے۔ اس وجہ سے عام قبرستان میں تدفین کو بہتر قرار دیا گیا ہے۔ کہ ممکن ہے کوئی صالح تالی قرآن اور عالم اس میں دفن ہو تو اس کی وجہ سے سب کو فائدہ پہنچ جائے۔ مسجد یا گھر یا کسی الگ جگہ میں قبر بنانے میں دیگر مفاسد کے علاوہ ایک یہ بھی ہے کہ دعا کا بھی کوئی نہیں ہوتا۔ غرض یہ تھی برکت قرآن مجید کی تفسیر اور ترجمہ لکھنے کی۔ ہمارے استاذ الاستاذ حضرت شیخ الہند نے مالٹا سے واپس آ کر فرمایا۔ کہ اللہ کے دربار میں پیشی کے وقت جب خدمت دین کے بارے میں مجھ سے سوال ہوگا تو میں ترجمہ قرآن پیش کر دوں گا کہ میں نے حضرت شاہ عبدالقادر کا ترجمہ با محاورہ کر دیا ہے۔ شیخ نے فرمایا میں نے زندگی بھر نیکی نہیں کی صرف یہ ترجمہ ہے جس کے ذریعہ مجھے نجات کی امید ہے۔ حالانکہ زندگی بھر جہاد میں مشغول رہے۔ مشقتیں جھیلیں زندگی جیلوں میں گزاری تختہ دار پر چڑھائے گئے۔ درس حدیث تمام عمر دیتے رہے۔ ان سب چیزوں کو یاد نہیں فرمایا۔ صرف قرآن کی اس خدمت کا ذکر فرمایا۔ تو اہل علم اور عارفین سمجھتے ہیں کہ خدمت قرآن کا کتنا اونچا مقام ہے۔

تمہادی اس تلاوت اور اس درس کا اثر تمام روئے زمین کے مسلمانوں تک پہنچتا ہے۔ کہ دنیا میں اب بھی زندگی کے کچھ آثار ہیں۔ فناء کاملہ نہیں آتی کیونکہ اللہ اللہ کہنے سے اس کائنات کی بقا ہے۔ اور اسکی برکت سے کافر بھی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اب مختصراً ان سورتوں کی جنہیں معوذتین کہا جاتا ہے۔ تشریح کی جاتی ہے۔ رب الفلق۔ (جو رب ہے فلق کا) فلق کہتے ہیں پو پھٹنے کے وقت کو جس طرح صبح کے وقت رات کی عظیم تاریکی منٹوں میں ختم ہو جاتی ہے۔ اور یہ صرف اسی قادر ذات مالک السموات والارض کی قدرت ہے اسی طرح قرآن کی روشنی سے کفر و ضلالت کی تاریکیاں خدا نے ہٹا دیں۔ فلق کا معنی ہے پھٹنا۔ تو اللہ وہ ذات ہے جس نے یہ تمام سبزیاں، پھل، پھول لگائے اور زمین ان کے لئے پھٹ گئی۔ من شر ما خلق تمام مخلوقات کی شر سے خواہ وہ ظاہری امراض

ہوں یا باطنی جس کا تفصیلاً بیان ہو چکا ہے۔ یہ سورتیں جادو و نظر بد وغیرہ سے تعوذ کے لئے بھی اکیر ہیں۔ صرف ایمان کی قوت اور عقیدہ کی پختگی کی بات ہے۔ من شر غاسق اذا قتب۔ اور بدی سے اندھیری کی جب سمٹ آئے (یعنی رات) اس وقت چور ڈاکو دشمن فساق فجار اور تمام مضر اشیاء کے مشاغل بڑھ جاتے ہیں۔ رات ہر فتنہ کی آماجگاہ ہے۔ گناہوں کا ارتکاب اس میں ہوتا ہے۔

قل اعوذ برب الناس۔ پناہ مانگتا ہوں تمام بنی نوع انسان کے رب کے ساتھ۔ رب العالمین نہیں فرمایا۔ گو اس کی ربوبیت تمام عالم کے لئے ہے۔ مگر جتنا ظہور ربوبیت انسان میں ہے، دوسری مخلوق میں نہیں یہ تمام کائنات انسان کی تربیت میں لگا دی۔ جب بندہ سوچے کہ میں مربوب ہوں، مخلوق ہوں، خود بخود نہیں آیا۔ ہر سیکنڈ اور ہر لحظہ میری تربیت ہو رہی ہے تو اس تصور سے شیطانی وساوس ہٹ جائیں گے۔ ایک مومن اپنی تربیت کا لحاظ کرتے ہوئے ربوبیت خداوندی کو جان کر ایمان لے آتا ہے۔ اور تربیت کو خدا کی پہچان کا ذریعہ بناتا ہے۔ اور یقین کر لیتا ہے۔ کہ جب میں مربوب ہوں تو میرا رب ضرور ہے۔ دفعی النفسکم افلا تبصرون۔ غرض اللہ نے اس ایک جملہ میں ہمیں تعلیم دی کہ رب کو پہچانو اور اس طرح شیطانی وساوس کو نکال دو۔ عقلمند وہ ہے جو ان نشانیوں کو خدا کی پہچان کا ذریعہ بنادے۔

ایک اعرابی کو شیطان نے پھسلانا چاہا۔ کہ تمہارا خدا کہاں ہے کہ تم اس پر ایمان لائے ہو۔ تو اعرابی نے اسے لالٹھی مار کر کہا کہ البعرة تتدل على البعير والاقدام على السير فسماء ذات ابراج دارض ذات فجاج کیف لاتدل على اللطيف الخبير؟ کہ مینگنی تو اونٹ پر دلالت کرے اور نقش پا چلنے والے کے قدموں پر۔ تو اتنی بڑی کائنات اپنے خالق لطیف و خیر کے وجود پر دلالت نہ کرے۔ مالک الناس جو بادشاہ ہے لوگوں کا۔ ہماری زندگی چاند سورج غرض عرش سے فرش تک تمام اشیاء پر موقوف ہے۔ یہ فصلیں، غلے، اور سبزیاں، چاند سورج اور بادشوں سے پیدا ہوتی ہیں۔ غرض کائنات کا ہر پردہ انسان کے نشرو نما اور ترقی میں لگا ہے۔ اور کما حقہ تربیت ہو رہی ہے۔ اور یہ اس لئے کہ عرش سے فرش تک سب کچھ اللہ کے کنٹرول اور قبضے میں ہے۔ اگر کوئی چیز بھی اسکی حکومت سے باہر ہو تو انسان کی تربیت بھی نہ ہو۔ مگر جب تربیت محسوس ہے اور یقینی ہے اور اس تربیت میں کل کائنات کو دخل ہے تو کل کائنات پر اسکی سلطنت بھی یقینی ہے۔ چور، ڈاکو اور ابلیس اور تمام مکرش طاقتوں کی رپورٹ اور اس سے حفاظت بذریعہ حکومت کی جاتی ہے۔ اب جب وہ رب ہے اور مالک ہے اور ملک ہے اور دشمن خناس کے شر سے محفوظیت دینے والا بھی وہ ہے۔ تو ہم بھی اسی کی پناہ میں آئے۔

اطاعت و تابعداری یا تواضع اور نفع کی امید میں کی جاتی ہے یا دفع مفرت و شر کے خیال سے۔ مثلاً ماں باپ کی تابعداری احسان کی وجہ سے اور حاکم وغیرہ کی ڈر کی وجہ سے۔ ایک جلب منفعت ہے دوسرا دفع مفرت جس میں ایک بھی پایا جائے تو اسکی تابعداری کی جاتی ہے۔ اور خدا میں یہ دونوں چیزیں ثابت ہیں کہ رب بھی وہی ہے۔ یعنی تمام خیر و نفع کا سرچشمہ اسی کی ذات ہے۔ اور ملک بھی وہی ہے۔ تمام کائنات کی حکومت اسی کے ہاتھ ہے تو اب پیشانی بھی صرف اسی کی طرف بھکنی چاہئے۔ اللہ الناس۔ کہ اب معبود بھی وہی ہے۔ کہ جو مرنے والی عالم اور بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔ تو بندگی بھی اسی کی زیبا ہے۔ من شر الوسوس الخناس۔ وساوس ڈالنے والوں کے شر سے مجھے بچا دے۔ الخناس جو دوسرے ڈال کر چھپ جاتا ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ شیطان کے دوسروں سے اللہ کے ذکر کے ذریعہ پناہ لیا کرو۔ لاجول ان پڑھ لیا کرو یا اعوذ باللہ ان پڑھ لو تو یہ بھاگ اٹھتا ہے۔ من الجنة والناس۔ خواہ یہ مخلوق جنات میں سے ہو یا انسانوں میں ابلیس ہوں یا اس کے اتباع ریسرچ اور تحقیق کے نام پر ہوں یا اور کسی اسلامی آرٹ میں مسلمانوں کے لئے مار آستین ہوں۔ اور دین سے لوگوں کو ہٹانے کی کوشش کریں۔ اس سے اللہ ہمیں بچائے اور اپنی پناہ اور حفاظت میں رکھے۔ ان دوسو قول کو خوف کے وقت اور سوتے وقت پڑھ کر اپنی دونوں ہتھیلیوں پر پھونک دیں اور دونوں ہاتھ اپنے بدن پر پھیر دیں انشاء اللہ تعالیٰ حفاظت رہے گی۔ اور اس سورت کے مفہوم کو ملحوظ رکھیں تو شیطان کے دوسروں کا دفع ہوتا رہے گا۔ واخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین۔

بقیہ: احوال و کوائف دارالعلوم درس قرآن مجید کا افتتاحی درس دیا جس کا آغاز تین سال قبل مولانا فضل قدس صاحب نے فرمایا تھا۔ حضرت شیخ الحدیث کا علانہ درس قرآن شریک اشاعت ہے۔ غار مغرب کے بعد مولانا حبیب اللہ صاحب ہتم مدرسہ نے آپ سے جامعہ اسلامیہ تنگی کا معائنہ کرایا۔ عشرہ کے بعد ایک بہت بڑے جلسہ عام میں آپ نے حقیقی ترقی کیا ہے۔ کے مرضع پر ڈھائی گھنٹہ تک تقریر کی۔ ۱۰ مئی جمعہ اور ہفتہ کی درمیانی رات کو آپ نے انجمن خدام الدین نوشہرہ کے جلسہ کی پہلی نشست میں افتتاحی اور صلاحی خطاب فرمایا جس میں قرآن مجید کی اشاعت کے سلسلہ میں حضرت شیخ التفسیر مولانا لاہوری اور ان کی انجمن خدام الدین کی عظیم خدمات کا تفصیلی ذکر فرمایا اور اس ضمن میں فضائل قرآن مجید اور خدمت قرآن کے مقام اور قرآنی تعلیم عام کرنے کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ انجمن عظیم الدین نوشہرہ کا اجلاس تین دن تک جاری رہا۔ اور مذکورہ الصمد علماء کے علاوہ مولانا غلام غوث ہزاروی مولانا محمد علی مالدھری۔ مولانا قاضی زاہد الحسینی اور شاعر حبیب سید امین گیلانی وغیرہ نے بھی اس میں شرکت کی۔